جاوید احمد غامدی

ترجمہ و تحقیق: محمد حسن الیاس

اخلاقیات

(۴)

ــــ ۱ ــــ

عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ، قَالَ: بَلَغَنِي عَنْ أَبِي ذَرٍّ،[1] حَدِيثٌ، فَكُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَلْقَاهُ فَلَقِيتُهُ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا ذَرٍّ، بَلَغَنِي عَنْكَ حَدِيثٌ فَكُنْتُ أُحِبُّ أَنْ أَلْقَاكَ فَأَسْأَلَكَ عَنْهُ، فَقَالَ: قَدْ لَقِيتَ فَاسْأَلْ. قَالَ: قُلْتُ: بَلَغَنِي أَنَّكَ تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ’’ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ، وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ‘‘، قَالَ: نَعَمْ، فَمَا أَخَالُنِي أَكْذِبُ عَلَى خَلِيلِي مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثَلَاثًا يَقُولُهَا، قَالَ: قُلْتُ: مَنِ الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالَ: رَجُلٌ غَزَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، فَلَقِيَ الْعَدُوَّ مُجَاهِدًا مُحْتَسِبًا فَقَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ، وَأَنْتُمْ تَجِدُونَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ

عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا﴾[2]، وَرَجُلٌ يَكُونُ مَعَ قَوْمٍ فَيَسِيرُونَ [فَيَطُولُ سُرَاهُمْ][3] حَتَّى يَشُقَّ عَلَيْهِمُ الْكَرَى وَالنُّعَاسُ، فَيَنْزِلُونَ فِي آخِرِ اللَّيْلِ [أَنْ يَمَسُّوا الْأَرْضَ][4] فَيَقُومُ إِلَى وُضُوئِهِ وَصَلَاتِهِ [حَتَّى يُوقِظَهُمْ لِرَحِيلِهِمْ][5]، وَرَجُلٌ لَهُ جَارٌ يُؤْذِيهِ، فَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُ وَيَحْتَسِبُهُ حَتَّى يَكْفِيَهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ بِمَوْتٍ أَوْ حَيَاةٍ قَالَ: قُلْتُ: مَنِ الثَّلَاثَةُ الَّذِينَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ؟[6] قَالَ: ”الْفَخُورُ الْمُخْتَالُ، وَأَنْتُمْ تَجِدُونَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾[7]، وَالْبَخِيلُ الْمَنَّانُ، وَالتَّاجِرُ أَوِ الْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ[8]“ قَالَ: قُلْتُ: يَاأَبَا ذَرٍّ، مَا الْمَالُ؟ قَالَ: فِرْقٌ لَنَا وَذَوْدٌ، يَعْنِي بِالْفِرْقِ: غَنَمًا يَسِيرَةً، قَالَ: قُلْتُ: لَسْتُ عَنْ هَذَا أَسْأَلُ، إِنَّمَا أَسْأَلُكَ عَنْ صَامِتِ الْمَالِ؟ قَالَ: مَا أَصْبَحَ لَا أَمْسَى، وَمَا أَمْسَى لَا أَصْبَحَ. قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا ذَرٍّ، مَا لَكَ وَلِإِخْوَتِكَ قُرَيْشٍ؟ قَالَ: وَاللّٰهِ لَا أَسْأَلُهُمْ دُنْيَا وَلَا أَسْتَفْتِيهِمْ عَنْ دِينِ اللّٰهِ حَتَّى أَلْقَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ثَلَاثًا يَقُولُهَا.

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

مطرف بن عبد اللہ بن شخیر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت سے ایک حدیث پہنچی تھی۔ سو اُن سے ملاقات کا اشتیاق رہتا تھا۔ چنانچہ میں اُن سے ملا اور عرض کیا کہ آپ کی روایت سے میں نے ایک حدیث سنی تھی تو اُس وقت سے ملاقات کی خواہش تھی۔ میں چاہتا تھا کہ اُس کے بارے میں آپ سے پوچھوں۔ اُنھوں نے کہا: آپ کی ملاقات ہو گئی، اب پوچھیے۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ کے بقول، آپ نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تین قسم کے لوگ ہیں، جن سے اللہ محبت رکھتا ہے اور تین ہی قسم کے لوگ ہیں، جنھیں وہ سخت ناپسند کرتا ہے[1]۔ اُنھوں نے کہا: ہاں، آپ یہ تین قسم کے لوگ بتاتے تھے، اور میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ اپنے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے کوئی جھوٹی بات کروں۔ میں نے عرض کیا: وہ تین قسم کے لوگ کون ہیں، جن سے اللہ محبت کرتا ہے؟ اُنھوں نے فرمایا: ایک وہ شخص جو اللہ کی راہ میں لڑنے کے لیے نکلے، پھر سچے مجاہد کی طرح دشمن کے مقابلے میں آئے اور اُس سے قتال کرے، یہاں تک کہ قتل کر دیا جائے۔ تم اللہ کی کتاب میں دیکھتے ہو کہ فرمایا ہے: ''اللہ تو اُنھی لوگوں کو پسند کرتا ہے جو اُس کی راہ میں صف بستہ ہو کر اِس طرح لڑتے ہیں، گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں''۔ دوسرے وہ شخص جو کسی قافلے کے ساتھ سفر میں ہو، اور سفر طویل ہو جائے، یہاں تک کہ لوگ اونگھ اور نیند سے گراں بار ہو رہے ہوں۔ پھر وہ رات کے آخری حصے میں کسی وقت زمین پر آرام کے لیے اتریں تو وہ وضو اور نماز کے لیے اٹھ کھڑا ہو اور کوچ کا وقت آنے پر قافلے والوں کو جگا دے۔ تیسرے وہ شخص جس کا کوئی ایسا ہمسایہ ہو جو اُسے تکلیف پہنچاتا ہو، لیکن وہ اُس کی اذیتوں پر صبر کرے اور اِسی کو کافی سمجھے، یہاں تک کہ اللہ ہی اُس کے مقابلے میں اُس کے لیے کافی ہو جائے، خواہ یہ زندگی میں ہو یا موت کے ذریعے سے۔ میں نے عرض کیا: اور وہ تین کون ہیں، جنھیں اللہ سخت ناپسند کرتا ہے؟ فرمایا: ایک وہ جو اکڑتا اور فخر جتاتا ہے، اور تم خدا کی کتاب میں بھی دیکھتے ہو کہ فرمایا ہے: ''اللہ کسی اکڑنے اور فخر جتانے والے کو پسند نہیں کرتا''۔ دوسرے وہ جو بخیل ہے، اور احسان جتاتا ہے۔ اور تیسرے وہ تاجر یا خرید و فروخت کرنے والا جو اِس کے لیے قسمیں کھاتا ہے[2]۔ میں نے پوچھا: اے ابوذر، آپ کے پاس کیا مال و دولت ہے[3]؟ فرمایا: تھوڑی سی بکریاں اور چند اونٹ ہیں۔ اُنھوں نے 'فرق' کا لفظ استعمال کیا اور اِس سے اُن کی مراد 'تھوڑی سی بکریاں' ہی تھی۔ میں نے عرض کیا: میں اِس کے متعلق نہیں پوچھ رہا، میں تو اُس مال کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جو اِن کی

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

طرح بولتا نہیں ہے[4]۔ اُنھوں نے کہا: جو صبح ہوتا ہے، وہ شام کو نہیں ہوتا اور جو شام کو ہوتا ہے، وہ صبح نہیں ہوتا[5]۔ میں نے عرض کیا: آپ کا اپنے قریشی بھائیوں کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا: خدا کی قسم، میں نہ اُن سے دنیا مانگتا ہوں، نہ دین کے بارے میں کچھ پوچھتا ہوں[6]، اور میں یہی کرتا رہوں گا، یہاں تک کہ اللہ اور اُس کے رسول سے جا ملوں۔ اُنھوں نے یہ بات تین مرتبہ دہرائی۔

۱۔ اِس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اللہ جن سے محبت کرتا اور جنھیں ناپسند کرتا ہے، وہ اِنھی تین قسموں میں محصور ہیں۔ اِس طرح کا اسلوب بالعموم اِس لیے اختیار کیا جاتا ہے کہ خیر و شر کے بعض اعمال کو خاص طور پر نمایاں کر کے اُن کی نسبت سے لوگوں کو متنبہ کیا جائے۔

۲۔ یہ اِس لیے فرمایا کہ اِس طرح کی قسمیں بالعموم جھوٹی ہوتی اور لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے کھائی جاتی ہیں۔

۳۔ یہ اُنھوں نے غالباً اِس لیے پوچھا ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کی شہرت یہی تھی کہ وہ اپنے پاس کوئی مال و دولت رکھنا جائز نہیں سمجھتے تھے۔

۴۔ یعنی سونا چاندی وغیرہ۔ اصل میں 'صامت المال' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اِس کے مقابلے میں بھیڑ بکریوں اور اونٹ گاے وغیرہ کو 'ناطق المال'، یعنی بولنے والا مال کہا جاتا ہے۔

۵۔ مال و دولت کے بارے میں سیدنا ابوذر نے یہی صوفیانہ طریقہ اختیار کر لیا تھا۔ سورۂ بنی اسرائیل (۱۷) کی آیت ۲۹ اور سورۂ اعراف (۷) کی آیات ۳۲-۳۳ سے واضح ہے کہ اہل ایمان کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو طریقہ پسند فرمایا ہے، وہ یہ نہیں ہے۔ چنانچہ صحابۂ کرام نے اِس کی تائید نہیں کی۔ اِس کی وضاحت کے لیے دیکھیے: البیان ۲/۱۴۸، ۳/۸۰۔

۶۔ یہ نہایت شایستہ اسلوب میں اُس اختلاف کا اظہار ہے جو وہ اپنے اِس طرز عمل کے معاملے میں صحابۂ کرام سے رکھتے تھے۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن مسند احمد، رقم ۲۰۹۹۷ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہیں، اُن سے یہ روایت درج ذیل مصادر میں نقل ہوئی ہے:

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

مسند طیالسی، رقم ۴۶۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۱۸۷۹۲، ۲۶۰۲۹۔ مسند احمد، رقم ۲۰۸۳۹، السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۶۸۶۴۔

۲۔ الصف ۶۱: ۴۔

۳۔ مسند احمد، رقم ۲۰۸۲۲۔

۴۔ مسند احمد، رقم ۲۰۸۲۲۔

۵۔ مسند احمد، رقم ۲۰۸۲۲۔

۶۔ مسند احمد، رقم ۲۰۸۲۲۔

۷۔ لقمان ۳۱: ۱۸۔

۸۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی بعض دوسری روایات میں بھی یہی مضمون نقل ہوا ہے، تاہم وہاں 'وَالشَّيْخُ الزَّانِي، وَالْإِمَامُ الْجَائِرُ' کا اضافہ ہے، یعنی بوڑھا زانی اور جابر حکمران۔ ملاحظہ ہو: السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۲۵۴۲۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

— ۲ —

عَنِ ابْنِ عُمَرَ[۱] يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "مَنْ تَعَظَّمَ فِي نَفْسِهِ، أَوْ اخْتَالَ فِي مِشْيَتِهِ، لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ".

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ نے فرمایا: جو شخص اپنے آپ کو دل میں بڑا سمجھے یا اپنی چال میں تکبر اختیار کرے، وہ اللہ سے اِس طرح ملے گا کہ اللہ اُس پر سخت غصے میں ہو گا[۱]۔

۱۔ تکبر کے بارے میں یہ اُسی انجام کی وضاحت ہے جو قرآن میں بھی جگہ جگہ بیان ہوا ہے۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن مسند احمد، رقم ۵۸۳۰ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے یہ روایت مستدرک حاکم، رقم ۱۸۷ اور الادب المفرد، بخاری، رقم ۵۴۶ میں بھی نقل ہوئی ہے۔

—— ۳ ——

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ[۱]، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ”مَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ“.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیا جس چیز میں بھی ہو، اُس کو خوب صورت بناتی ہے، اور بے حیائی جس چیز میں بھی ہو، اُسے عیب لگا دیتی ہے[۱]۔

۱۔ یہ عام حالات کا بیان ہے اور بالکل صحیح ہے۔ اِس طرح کے موقعوں پر مستثنیات کے ذکر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اُنھیں ہر عاقل خود سمجھ لیتا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن الادب المفرد، بخاری، رقم ۵۹۸ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے یہ روایت مسند بزار، رقم ۲۴۲۸ میں بھی نقل ہوئی ہے۔

—— ۴ ——

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ[۱]، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”الْحَيَاءُ لَا يَأْتِي إِلَّا بِخَيْرٍ“،[۲] فَقَالَ بَشِيرُ بْنُ كَعْبٍ: مَكْتُوبٌ فِي الْحِكْمَةِ: إِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا وَإِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ سَكِينَةً، [وَمِنْهُ ضَعْفٌ[۳]] فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ: أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُحَدِّثُنِي عَنْ صَحِيفَتِكَ.

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حیا سے ہمیشہ بھلائی پیدا ہوتی ہے[1]۔ اِس پر بشیر بن کعب نے کہا: ہمارے ہاں حکمت کی کتاب میں لکھا ہے کہ حیا کی ایک قسم وقار اور ایک قسم سکینت ہے، اور اِسی کی ایک قسم طبیعت کی کم زوری بھی ہے[2]۔ عمران نے اُنھیں ٹوکا اور کہا: میں تمھارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات بیان کر رہا ہوں اور تم اُس کے مقابل میں مجھے اپنی کتاب کی باتیں سناتے ہو[3]۔

۱۔ یہ بھی اُسی طرح کا عموم ہے، جس کے مستثنیات کلام کے عقلی مقتضیات کے طور پر خود سمجھ لیے جا سکتے ہیں۔

۲۔ یہ، ظاہر ہے کہ اُس صورت کا ذکر ہے، جب حیا حد اعتدال سے تجاوز کر جائے۔

۳۔ بشیر بن کعب کے پیش نظر یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد کی مخالفت نہیں، بلکہ اُسی کے بعض دوسرے پہلوؤں کی طرف توجہ دلانا تھا۔ تاہم عمران بن حصین نے اِسے سوءِ ادب خیال کیا اور اُنھیں سختی سے ٹوک دیا۔ خدا کے آخری پیغمبر جیسی ہستی کے معاملے میں یہ سختی بھی قابل فہم ہے، اِس لیے کہ نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن صحیح بخاری، رقم ۵۶۷۹ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے یہ روایت درج ذیل کتابوں میں نقل ہوئی ہے:

مسند ابوداؤد طیالسی، رقم ۸۸۵، ۸۸۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۴۷۵۹۔ مسند احمد، رقم ۱۹۳۷۳، ۱۹۳۸۵، ۱۹۴۵۸، ۱۹۴۶۷، ۱۹۵۰۹، ۱۹۵۲۲، ۱۹۵۲۶، ۱۹۵۴۸، ۱۹۵۵۷۔ صحیح مسلم، رقم ۵۶، ۵۷۔ سنن ابی داؤد، رقم ۴۱۶۵۔ مسند بزار، رقم ۳۰۱۴، ۳۰۱۵، ۳۰۴۰، ۳۰۵۷، ۳۰۵۸۔ مسند رویانی، رقم ۱۱۱، ۱۳۲، ۱۳۷۔ المعجم الکبیر، طبرانی، رقم ۱۴۸۱۹، ۱۴۹۱۹، ۱۴۹۲۶، ۱۴۹۲۷، ۱۴۹۳۰، ۱۴۹۳۱، ۱۴۹۷۵، ۱۴۹۷۶۔ المسند المستخرج علی صحیح مسلم، ابی نعیم، رقم ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰۔ مسند شہاب، رقم ۶۷، ۶۸۔ شعب الایمان، بیہقی، رقم ۱۸۹، ۱۸۷، ۱۹۰، ۱۹۱۷۔

عمران بن حصین کے علاوہ یہ روایت مسند بزار، رقم ۷۲۶۶ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی نقل

ہوئی ہے۔

۲۔ بعض روایات، مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ، رقم میں ۲۴۷۵۹ میں یہی بات اِس اسلوب میں بیان ہوئی ہے:
'الْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهُ' ''حیا تمام تر خیر ہے''۔

۳۔ صحیح مسلم، رقم ۵۷۔

— ۵ —

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ،[۱] أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ''الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ، أَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْعَظْمِ عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کی ستر سے کچھ اوپر شاخیں ہیں، اُن میں سے سب سے زیادہ فضیلت کی چیز یہ کہنا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اور سب سے کم تر یہ ہے کہ راستے میں پڑی ہوئی کوئی ہڈی ہٹادی جائے[۱]۔ حیا بھی ایمان ہی کی ایک شاخ ہے[۲]۔

---

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۱۔ تاکہ گزرنے والوں کو اذیت نہ ہو۔

۲۔ یعنی اُسی کا ایک تقاضا ہے، اِس لیے کہ انسان جب خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر اُس پر ایمان لے آتا ہے تو فواحش و منکرات کے معاملے میں ایک طرح کی جھجک اُس کی طبیعت میں لازماً پیدا ہو جاتی ہے۔ عربی زبان میں اِسی کو 'حیا' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن سنن ابی داؤد، رقم ۴۰۵۸ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے یہ روایت درج ذیل مصادر میں نقل ہوئی ہے:

جامع معمر بن راشد، رقم ۱۰۱۷۔ مسند ابو داؤد طیالسی، رقم ۲۵۱۴۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۴۷۵۵، ۲۵۷۵۵،

۲۹۸۲۶۔ مسند احمد، رقم ۸۷۲۶، ۹۱۵۶، ۹۵۳۵۔ صحیح بخاری، رقم ۸۔ الادب المفرد، بخاری، رقم ۵۹۵۔ صحیح مسلم، رقم ۵۳، ۵۴۔ سنن ترمذی، رقم ۲۵۵۶۔ سنن ابی داؤد، رقم ۴۰۵۸۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۵۶۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۴۹۴۴، ۴۹۴۵۔ صحیح ابن حبان، رقم ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۸۳، ۱۹۲، ۱۹۳۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ یہ روایت المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۱۴۰۷ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی نقل ہوئی ہے۔

— ۶ —

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيهِ[۱]، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”دَعْهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ“.

سالم بن عبد اللہ اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر کسی انصاری کے پاس سے ہوا، وہ اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا[۱]۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا: اِسے چھوڑ دو، اِس لیے کہ حیا ایمان ہی کا حصہ ہے[۲]۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۔ یعنی یہ نصیحت کر رہا تھا کہ تم میں حیا بہت ہے اور یہ زندگی کے معاملات میں تمھارے آگے بڑھنے میں رکاوٹ بن جائے گی۔

۲۔ یہ اِس لیے فرمایا کہ خدا کے ہمہ وقت نگران ہونے کا احساس ہی انسان کے اندر حیا کے پیدا ہونے کا باعث بنتا ہے اور یہی ایمان کی حقیقت ہے۔ مدعا یہ تھا کہ حیا بہت ہے تو اِس پر ملامت کی ضرورت نہیں۔ جس چیز کی اصل ایمان ہے، اُس سے، خدا نے چاہا تو بھلائی ہی پیدا ہو گی، اور بھلائی اگر دنیا کے کسی معاملے میں آگے بڑھنے سے روکتی بھی ہے تو بندۂ مومن کو اِس کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔ جس نے بھلائی کا حکم دیا ہے، وہی یہاں بھی دست گیری فرمائے گا۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن صحیح بخاری، رقم ۲۴ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی عبد اللہ بن عمر العدوی رضی اللہ عنہ

ہیں۔ اُن سے یہ روایت درج ذیل مصادر میں نقل ہوئی ہے:

جامع معمر بن راشد، رقم ۵۲۷۷۔ موطا، امام مالک، رقم ۸۳۹، ۱۰۱۰، ۱۶۱۳۔ مسند الحمیدی، رقم ۶۰۷۔ مسند ابن جعد، رقم ۲۵۲۴، ۲۵۲۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۴۷۵۶، ۲۹۸۲۷۔ مسند احمد، رقم ۴۴۱۶، ۵۰۳۷، ۶۱۶۶۔ مسند عبد بن حمید، رقم ۷۳۲۔ الادب المفرد، رقم ۶۰۰۔ صحیح بخاری، رقم ۲۳۔ صحیح مسلم، رقم ۵۵۔ سنن ترمذی، رقم ۲۵۵۷۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۵۷۔ سنن ابی داؤد، رقم ۴۱۶۴۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۴۹۷۳۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۵۳۶۷، ۵۴۲۹، ۵۴۸۰۔ مشکل الآثار، طحاوی، رقم ۱۳۲۷، ۱۳۲۸۔ صحیح ابن حبان، رقم ۶۱۶۔ المعجم الصغیر، طبرانی، رقم ۴۶۷۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۵۰۷۴۔ مسند شامیین، طبرانی، رقم ۱۷۵۹۔ المسند المستخرج علی الصحیحین، ابی نعیم، رقم ۱۲۵، ۱۲۶۔ مسند شہاب، رقم ۱۴۶۔

— ۷ —

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ[۱]، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ”الْحَيَاءُ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالْإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ“.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیا ایمان ہی کا جز ہے، اور ایمان کا صلہ جنت ہے۔ اور فحش گوئی نری بداخلاقی ہے اور بداخلاقی دوزخ میں لے جائے گی[۱]۔

۱۔ یعنی اُس صورت میں، جب کہ انسان اِس سے توبہ کرکے اپنے رویے کی اصلاح نہیں کرتا۔

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن مسند احمد، رقم ۱۰۲۹۲ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ اُن سے یہ روایت درج ذیل کتابوں میں نقل ہوئی ہے:

مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۴۷۵۷، ۲۴۷۶۱، ۲۹۸۰۲۔ مسند احمد، رقم ۹۴۹۷، ۱۰۲۹۲۔ سنن ترمذی، رقم ۱۹۲۸۔ السنن الصغریٰ، نسائی، رقم ۴۹۴۶۔ مستدرک حاکم، رقم ۱۵۹۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ یہ روایت نقیع بن مسروح اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے بھی نقل ہوئی ہے۔اِس کے مصادر درج ذیل ہیں:

مسند ابن الجعد، رقم ۲۵۲۶۔ الادب المفرد، بخاری، رقم ۱۲۸۹۔ سنن ابن ماجہ، رقم ۴۱۸۲۔ مشکل الآثار، طحاوی، رقم ۲۷۱۶۔ صحیح ابن حبان، رقم ۵۸۲۱۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۵۱۹۷، ۸۸۳۱۔ المعجم الصغیر، طبرانی، رقم ۱۰۸۸۔ مستدرک حاکم، رقم ۱۵۸۔

— ۸ —

أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الْحَارِثِ[۱] حَدَّثَهُ، أَنَّهُ مَرَّ وَصَاحِبٌ لَهُ بِأَيْمَنَ وَفِتْيَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ حَلُّوا أُزُرَهُمْ، فَجَعَلُوهَا مَخَارِيقَ يَجْتَلِدُونَ بِهَا وَهُمْ عُرَاةٌ. قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَلَمَّا مَرَرْنَا بِهِمْ قَالُوا: إِنَّ هَؤُلَاءِ قِسِّيسِينَ فَدَعُوهُمْ، ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا أَبْصَرُوهُ تَبَدَّدُوا، فَرَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا، حَتَّى دَخَلَ، وَكُنْتُ أَنَا وَرَاءَ الْحُجْرَةِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ”سُبْحَانَ اللهِ، لَا مِنَ اللهِ اسْتَحْيَوْا، وَلَا مِنْ رَسُولِهِ اسْتَتَرُوا“. وَأُمُّ أَيْمَنَ عِنْدَهُ تَقُولُ: اسْتَغْفِرْ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللهِ. قَالَ عَبْدُ اللهِ: فَبِلَأْيٍ مَا أَسْتَغْفَرَ لَهُمْ. قَالَ عَبْدُ اللهِ: وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنْ هَارُونَ.

عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ اپنے ایک دوست کے ساتھ ایمن[۱] اور قریش کے کچھ نوجوانوں کے پاس سے گزرے، جنھوں نے اپنے تہ بند اتار کر ان کے گولے بنا لیے تھے اور اُن سے کھیلتے ہوئے ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔ چنانچہ بالکل برہنہ تھے۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم جب اُن کے پاس سے گزرے تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے: اِنھیں چھوڑو، یہ تو پادری ہیں[۲]۔ اسی اثنا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی باہر نکل آئے۔ اُن لڑکوں

نے آپ کو دیکھا تو فوراً منتشر ہو گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غصے کی حالت میں واپس گھر چلے گئے۔ میں اُس وقت حجرے کے باہر تھا۔ چنانچہ میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اِنھوں نے اللہ سے شرم کی، نہ اُس کے رسول سے ڈرے۔ ام ایمن اِس موقع پر آپ کے پاس کھڑی ہوئی کہہ رہی تھیں: یارسول اللہ، اِن کے لیے مغفرت کی دعا فرمایئے۔ عبد اللہ کہتے ہیں: لیکن اُن کی طرف سے بہت کوشش کے بعد بھی آپ نے اُن کے لیے یہ دعا نہیں فرمائی[3]۔

۱۔ ایمن بن عبید الحبشی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آزاد کردہ لونڈی ام ایمن کے بیٹے، جن کا ذکر آگے آرہا ہے۔ وہ اِنھی کی وجہ سے ام ایمن کہلاتی تھیں۔

۲۔ مطلب یہ ہے کہ اُسی طرح کے مذہبی لوگ ہیں، جیسے مسیحیوں کے ہاں ہوتے ہیں۔ یہ اُن لوگوں نے صحابۂ کرام کے اندر اُس تبدیلی کی رعایت سے کہا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد رویوں کی سنجیدگی اور لہو ولعب سے گریز کے معاملے میں اُن کے اندر پیدا ہو گئی تھی۔

۳۔ اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ سر عام اِس طرح کی برہنگی کو آپ نے کس قدر ناپسند فرمایا۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

متن کے حواشی

۱۔ اِس روایت کا متن مسند احمد، رقم ۱۷۳۶۹ سے لیا گیا ہے۔ اِس کے راوی عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ ہیں۔ مسند احمد کے علاوہ یہ روایت مسند بزار، رقم ۳۲۲۴ اور مسند ابی یعلیٰ، رقم ۱۵۳۰ میں بھی نقل ہوئی ہے۔

— ۹ —

عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا[1]، قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ، فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، فَإِنَّ اللهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ"[2]، ["إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا

شَانُهُ"]۳ فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللهِ، أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَقَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ [فَيُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ، وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ]"۴.

زہری کی روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے عروہ نے بتایا کہ سیدہ عائشہ نے ایک موقع پر بیان کیا کہ یہود کے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لیے آئے اور کہا: 'السام علیکم' (تم پر موت آئے)۔ میں اُن کی بات سمجھ گئی اور میں نے بھی جواب میں کہہ دیا: تم پر موت آئے اور اللہ کی لعنت ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا: عائشہ، نرمی سے کام لو، اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی ہی کو پسند کرتا ہے۔ یاد رکھو، نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے، اُس کو زینت بخشتی ہے اور جس سے نکال دی جائے، اُسے عیب لگا دیتی ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ، آپ نے سنا نہیں، وہ کیا کہہ رہے تھے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر کیا، میں نے بھی تو 'وعلیکم' کہہ کر اُن کی بات اُنھی پر لوٹا دی ہے۔ اب میری بد دعا تو اُن کے حق میں قبول ہو جائے گی، مگر اُن کی بد دعا میرے حق میں قبول ہی نہیں ہو گی[1]۔

ا۔ یہ نہایت عمدہ تعلیم ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کی طرف سے بغض اور نفرت کا اظہار بھی کیا جائے تو جواب میں زیادہ سے زیادہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ شایستگی کے ساتھ اُسی کی بات اُس پر لوٹا دی جائے۔ اِس سے آگے دشنام اور بد گوئی کا طریقہ کسی بندۂ مومن کو اِس طرح کے موقعوں پر بھی زیب نہیں دیتا۔ اِس سے ہر حال میں اجتناب ہی کرنا چاہیے۔

متن کے حواشی

ا۔ اِس روایت کا متن صحیح بخاری، رقم ۵۸۱۳ سے لیا ہے۔ اِس کی راوی عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اُن سے یہ روایت درج ذیل مصادر میں نقل ہوئی ہے:

جامع معمر بن راشد، رقم ۸۲۱۔ مسند ابی داؤد طیالسی، رقم ۱۶۰۸۔ مصنف عبد الرزاق، رقم ۹۶۱۱۔ مسند الحمیدی،

رقم ۲۴۲۔ مسند ابن جعد، رقم ۳۰۴۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۲۴۷۲۱۔ مسند اسحٰق، رقم ۷۰۴، ۱۴۱۱، ۱۴۱۳، ۱۵۰۳۔ مسند احمد، رقم ۲۳۵۳۹، ۲۳۵۴۰، ۲۳۸۶۹، ۲۴۲۴۶، ۲۴۲۸۸، ۲۴۳۷۴، ۲۴۸۱۷، ۲۵۰۶۱، ۲۵۱۳۶، ۲۵۲۸۹۔ مسند عبد بن حمید، رقم ۱۴۸۰، ۱۵۰۲۔ سنن دارمی، رقم ۲۷۰۸۔ الادب المفرد، بخاری، رقم ۴۵۸، ۴۷۱۔ صحیح بخاری، رقم ۴۹۴۹، ۵۹۴۳۔ صحیح مسلم، رقم ۴۰۳۴، ۴۷۰۴۔ سنن ابی داؤد، رقم ۲۱۲۲، ۴۱۷۶۔ سنن ترمذی، رقم ۲۶۴۴۔ السنن الکبریٰ، نسائی، رقم ۹۷۸۷۔ مسند ابی یعلیٰ، رقم ۴۳۵۸۔ صحیح ابن حبان، رقم ۵۵۲، ۶۵۷۹۔ مسند شامیین، طبرانی، رقم ۳۰۰۸۔ المعجم الاوسط، طبرانی، رقم ۲۲۳۶، ۳۶۵۲، ۵۳۶۶۔ مسند شہاب، رقم ۹۹۵، ۹۹۶۔ السنن الکبریٰ، بیہقی، رقم ۱۷۲۱۹، ۱۹۱۵۰۔

۲۔ صحیح بخاری، رقم ۵۹۴۹ میں اِس جگہ یہ اضافہ نقل ہوا ہے: ’«مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ، أَوِ الْفُحْشَ»‘ ’’ٹھیرو، عائشہ، تمھیں چاہیے کہ نرمی اختیار کرو، اور سختی اور بدکلامی سے ہر حال میں بچتی رہو‘‘۔

۳۔ صحیح مسلم، رقم ۴۷۰۴۔

۴۔ صحیح بخاری، رقم ۵۹۴۹۔

سنن ابی داؤد، رقم ۲۱۲۲ میں یہی مضمون ایک دوسرے موقع پر بھی سیدہ عائشہ سے روایت ہوا ہے: شریح کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحرا کی زندگی کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان صحرائی ٹیلوں کی طرف جایا کرتے تھے، آپ نے ایک بار صحرا میں جانے کا ارادہ کیا تو میرے پاس صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ بھیجا، جس پر سواری نہیں ہوئی تھی، اور مجھ سے فرمایا: ’’عائشہ، اِس کے ساتھ نرمی کرنا، اِس لیے کہ نرمی جس چیز میں بھی ہو، اُسے خوب صورت بنا دیتی ہے، اور جس چیز سے چھین لی جائے، اُسے عیب لگا دیتی ہے۔‘‘

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

المصادر والمراجع

ابن حبان، أبو حاتم بن حبان. (١٤١٤هـ/١٩٩٣م). **صحيح ابن حبان**. ط٢. تحقيق: شعيب الأرنؤوط. بيروت: مؤسسة الرسالة.

ابن حجر، على بن حجر أبو الفضل العسقلاني. (١٣٧٩هـ). **فتح الباري شرح صحيح البخاري**. (د.ط). تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار المعرفة.

ابن قانع. (١٤٨١هـ/١٩٩٨م). **المعجم الصحابة**. ط١. تحقيق:حمدي محمد. مكة المكرمة: نزار مصطفى الباز.

ابن ماجة، ابن ماجة القزويني. (د.ت). **سنن ابن ماجة**. ط١. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار الفكر.

ابن منظور، محمد بن مكرم بن الأفريقي. (د.ت). **لسان العرب**. ط١. بيروت: دار صادر.

أبو نعيم ، (د.ت). **معرفة الصحابة**. ط١. تحقيق: مسعد السعدني. بيروت: دارالكتاب العلمية.

أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني. (د.ت). **مسند أحمد بن حنبل**. ط١. بيروت: دار إحياء التراث العربي.

البخاري، محمد بن إسمٰعيل. (١٤٠٧هـ/ ١٩٨٧م). **الجامع الصحيح**. ط٣. تحقيق: مصطفى ديب البغا. بيروت: دار ابن كثير.

بدر الدين العيني. **عمدة القاري شرح صحيح البخاري**. (د.ط). بيروت: دار إحياء التراث العربي.

البيهقي، أحمد بن الحسين البيهقي. (١٤١٤هـ/١٩٩٤م). **السنن الكبرى**. ط١. تحقيق: محمد عبد القادر عطاء. مكة المكرمة: مكتبة دار الباز.

السيوطي، جلال الدين السيوطي. (١٤١٦هـ/ ١٩٩٦م). **الديباج على صحيح مسلم بن الحجاج**. ط ١. تحقيق: أبو إسحٰق الحويني الأثري. السعودية: دار ابن عفان للنشر والتوزيع.

الشاشي، الهيثم بن كليب. (١٤١٠هـ). **مسند الشاشي**. ط١. تحقيق: محفوظ الرحمٰن زين الله. المدينة المنورة: مكتبة العلوم والحكم.

محمد القضاعي الكلبي المزي. (١٤٠٠هـ/١٩٨٠م). **تهذيب الكمال في أسماء الرجال**. ط١. تحقيق: بشار عواد معروف. بيروت: مؤسسة الرسالة.

مسلم، مسلم بن الحجاج. (د.ت). **صحيح المسلم**. ط١. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار إحياء التراث العربي.

النسائي، أحمد بن شعيب. (١٤٠٦هـ/١٩٨٦م). **السنن الصغرى**. ط٢. تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة. حلب: مكتب المطبوعات الإسلامية.

النسائي، أحمد بن شعيب. (١٤١١هـ/١٩٩١م). **السنن الكبرى**. ط١. تحقيق: عبد الغفار سليمان البنداري، سيد كسروي حسن. بيروت: دار الكتب العلمية.

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org